بچوں کی نفسیات پر مبنی ناول ''پو کے مان کی دنیا'' کا فنی وتنقیدی تجزیہ

صادق اقبال
ریسرچ اسکالر، دہلی یونیورسیٹی
Email:sadique.iqubal@gmail.com

ملخص

ناول کی بنیاد بچوں کی تربیت اوران کے نفسیاتی مسائل پر ہے۔ یہ ناول کا بنیادی نکتہ ہے جس کے گرد ناول کے تمام واقعات گردش کرتے ہیں۔اس طرح سے جج سنیل کمار رائے اور روی کنچن کے گھر کے حالات نئے تبدیل ہوتے گلوبل سماج کی پیداوار ہیں جسے ناول نگار نے کڑی سے کڑی ملا کر عمدہ اور فن کارانہ طریقے سے پیش کیا ہے۔روی کنچن ایک 12 سال کا معصوم بچہ ہے۔ جسے ماں باپ کی کم توجہ ملتی ہے۔وہ کارٹون پوکے مان کے ذریعہ اپنا دل بہلاتا ہے۔اس کے مختلف کارڈز جمع کرتا ہے۔اپنا زیادہ تر وقت ٹیلی ویژن کے سامنے گزارتا ہے۔اس سے اس کے ذہن پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔والدین کی غلطی سے روی ٹی وی پر فحش فلم دیکھتا ہے اوراپنی ہم جماعت سونالی کے ساتھ وہی سب کچھ کرتا ہے۔سونالی ایک دلت خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔معاملہ آگے بڑھتا ہوا سیاسی مدعا بن جاتا ہے اور کیس عدالت تک جا پہنچتا ہے۔اس کیس کو دیکھ رہے فرض شناس جج سنیل کمار رائے پر مختلف پارٹیوں سے دباو بنتا ہے کہ وہ اس بچے روی کو سزا سنائے۔سنیل کمار رائے جو ریٹائیر ہونے کے قریب ہے۔وہ اس واقعہ کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔بلاآخر تمام طرح کے دباو سے آزاد ہو کر وہ روی کنچن کو بے قصور قرار دیتا ہے اور نئی ٹیکنالوجی، ملٹی نیشنل کمپنیز، کنزومر ولڈ اور گلوبلائیزیشن کو سزائے موت کا حکم دیتا ہے اور اس کے بعد اپنے عہدے سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔

بچوں کی نفسیات پر مبنی ناول ''پو کے مان کی دنیا'' کا فنی وتنقیدی تجزیہ

مشرف عالم ذوقی اردو فکشن کے لے ایک شناسا نام ہے۔ان کی تخلیقات 1980ء کے آس پاس شائع ہونے لگی تھیں۔ ذوقی کا پہلا افسانہ جو اشاعت کی منزل سے گزرا وہ ممبئی کے مشہور رسالہ 'کہکشاں' میں 'رشتوں کی صلیب' کے نام سے شائع ہوا۔اسی سال ایک اور افسانہ 'موڑ' کے نام سے رسالہ 'آہنگ' میں چھپا۔ وہیں ان کا پہلا افسانوی مجموعہ 1985ء میں' بھوکا ایتھوپیا' کے نام سے شائع ہوا۔اس کے علاوہ ان کی متعدد ناولیں شائع ہو چکی ہیں۔ان کے ناولوں میں یکسانیت نظر نہیں آتی ہے بلکہ مختلف موضوعات اور رنگا رنگی کا ذخیرہ ہے۔ ان کے یہاں وہ ساری چیزیں ملتی ہے جس سے آج ہمارا معاشرہ گزر رہا ہے۔ یہاں ذوقی کے ناول ''پو کے مان کی دنیا'' کے فن پر گفتگو کی جائے گی۔

پلاٹ

ناول کی اجزائے ترکیبی میں پلاٹ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ پلاٹ ہی کے ذریعہ ناول نگار شروع سے آخر تک قاری کو باندھے رکھتا ہے۔ناول کے پلاٹ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مرتب، گھٹا اور پیچیدہ نہ ہو۔ پلاٹ اگر غیر منضبط اور پیچیدہ ہوگا تو قاری زیادہ دیر تک ناول میں اپنی دلچسپی برقرار نہیں رکھ سکے گا۔ پلاٹ میں واقعات کی ترتیب اس مناسبت سے ہو کہ پڑھنے والے کے لیے ہر واقعہ پچھلے واقعہ کی گرہ کھولے اور اگلے واقعے کے لیے فضا ہموار کرے۔اس لیے ناول کے پلاٹ میں تجسس کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ناول نگار مختلف واقعات کے ذریعہ تجسس کی کیفیت پیش کرتا ہے اور اس بات کا بھی خیال رکھتا ہے کہ یہ اتنا طویل یا صبر آموز نہ ہو کہ پڑھنے والا قاری اس سے بیزار ہو جائے۔ڈاکٹر سید علی حیدر اپنی کتاب میں پلاٹ کے تعلق سے یوں بیان کرتے ہیں۔

> ''ناول نگار کو واقعات کو دلچسپ بنا کر پیش کرنا پڑتا ہے مگر ان واقعات کو دلچسپ
> بنانے میں اس کو اس بات کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے کہ واقعات نیچرل رہیں اور اجنبی نہ

ہو جائیں۔وہ حالات و واقعات کے ساتھ ساتھ زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں اوران میں ربط وتسلسل ہو جس سے قاری کوکسی طرح کی نفسیاتی دقّت یا اجنبیت کا احساس نہ ہوکیونکہ ایک باری قاری کی توجہ ادھر سے ہٹی تو پھر وہ دوسرے کاموں میں مصروف ہوسکتا ہے۔جس سے ناول کی کامیابی مجروح ہوسکتی ہے''

اردو ناول کی روایت میں مشرف عالم ذوقی کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ذوقی نے بھی اپنے ناولوں میں ناول کے اجزائے ترکیبی کوعمدہ طریقے سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔پلاٹ کے تعلق سے ذوقی کا موقف کافی سنجیدہ رہا ہے۔ذوقی نے اپنے مختلف ناولوں میں پلاٹ کو مربوط اور مرتب رکھا ہے۔ناول ''پوکے مان کی دنیا'' کا شمار بھی ذوقی کے ایسے ہی ناولوں میں ہوتا ہے۔جس کا پلاٹ گھٹا ہوا ہے۔روی کنچن ایک 12 سال کا معصوم بچہ ہے۔ جسے ماں باپ کی کم توجہ ملتی ہے۔وہ کارٹون پوکے مان کے ذریعہ اپنا دل بہلاتا ہے۔اس کے مختلف کارڈز جمع کرتا ہے۔اپنا زیادہ تر وقت ٹیلی ویژن کے سامنے گزارتا ہے۔اس سے اس کے ذہن پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔والدین کی غلطی سے روی ٹی وی پر فحش فلم دکھتا ہے اوراپنی ہم جماعت سونالی کے ساتھ وہی سب کچھ کرتا ہے۔سونالی ایک دلت خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔معاملہ آگے بڑھتا ہوا سیاسی مدعا بن جاتا ہے اورکیس عدالت تک جا پہنچتا ہے۔اس کیس کو دیکھ رہے فرض شناس جج سنیل کمار رائے پر مختلف پارٹیوں سے دباو بنتا ہے کہ وہ اس بچے روی کو سزا سنائے۔سنیل کمار رائے جو ریٹائیر ہونے کے قریب ہے۔وہ اس واقعہ کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ بلاآخر تمام طرح کے دباو سے آزاد ہوکر وہ روی کنچن کو بےقصور قرار دیتا ہے اورنئی ٹیکنالوجی،ملٹی نیشنل کمپنیز،کنزومر ولڈ اورگلوبلایزیشن کوسزائے موت کا حکم دیتا ہے اوراس کے بعد اپنے عہدے سے سبکدوش ہوجاتا ہے۔

ناول کی اتنی کہانی میں مختلف ضمنی واقعات بیان کیے گئے ہیں۔سیاسی پارٹیوں کی مداخلت،سونالی کے اپنے خاندان کے حالات اور تقاضے اورسب سے بڑھ کر جج سنیل کمار رائے کے خود کے حالات اوراس کے گھر کا ماحول۔ان تمام واقعات کو ناول کے پلاٹ میں عمدہ طریقے سے جذب کیا گیا ہے۔جج سنیل کمار کی نجی زندگی زیر و بم کی کیفیت سے دوچار ہے۔نئی نسل میں تیزی سے آتی ہوئی

تبدیلی اور گلوبلائیزشن کے منفی اثرات سے وہ خود متاثر ہوتا ہے۔ یہاں ناول کا ایک اقتباس دیکھیں۔

''الٹے، سیدھے رنگین بھدے لباس ــــ آڑے ترچھے کٹے ہوئے بال ــــ
کانوں میں چھلے ــــ اور فراٹے دار انگریزی کی اس گندے طریقے سے نمائش
کرتے ہوئے، جیسے آپ نے کسی AIDS کے مریض کو دیکھ لیا ہو ــــ
عام طور پر رات، ڈائیننگ ٹیبل پر، میں چپ ہی رہتا ہوں ــــ
اسنیہہ نے آنکھوں آنکھوں میرے تیور پڑھ لئے ــــ''

ناول کا مرکزی واقعہ تو روی کنچن کی کہانی ہے لیکن اس کے ضمن میں جج سنیل کمار رائے کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ سنیل کمار رائے چونکہ اس کیس پر فیصلہ سنانے والا ہے اس لیے ان دونوں واقعوں کا آغاز سے آخر تک ربط رہتا ہے۔ جج سنیل کمار رائے کا بھی اپنا ایک خاندان ہے اس کے بھی بچے ہیں یہ بچے بھی نئے گلوبل سماج کے تبدیل ہوتے ماحول سے متاثر ہیں ٹھیک روی کنچن کی طرح۔ جج سنیل کمار رائے اپنی اولاد کے متعلق متفکر ہے۔ جج ہونے کے باوجود اس کی اولاد نافرمانی کرتی ہے۔ اس ناول کے تعلق سے عارف بسمل اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ۔

''سنیل کمار رائے (جج) اور اس کی بیوی اسنیہہ مرکزی کردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جہاں سنیل کمار عدالت میں روز کئی ملزموں پر فیصلہ دیتا ہے وہیں اس کے گھر، میں اس کا ایک بھی فیصلہ نہیں مانا جاتا۔ اس کی بیٹی 'ریا' اور بیٹا 'تنن' آج کے بچے ہیں اور آج کے بچے اپنے والدین کی کہاں مانتے ہیں۔ ماں بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتی ہے ــــ اس بات کو لے کر کئی بار میاں بیوی میں جھگڑے بھی ہوتے ہیں مگر سنیل کی بیوی، بچوں کا ساتھ دینا نہیں چھوڑتی اور آنکھ اس کی تب کھلتی ہے جب بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔''

ناول کی بنیاد بچوں کی تربیت اور ان کے نفسیاتی مسائل پر ہے۔ یہ ناول کا بنیادی نکتہ ہے جس کے گرد ناول کے تمام واقعات گردش کرتے ہیں۔ اس طرح سے جج سنیل کمار رائے اور روی کنچن کے گھر

کے حالات نئے تبدیل ہوتے گلوبل سماج کی پیداوار ہیں جسے ناول نگار نے کڑی سے کڑی ملا کر عمدہ اور فن کارانہ طریقے سے پیش کیا ہے۔

ناول میں دوسری طرف ایک دلت خاندان کی لڑکی سونالی ہے۔ روی کنچن کی طرح یہ بھی معصوم ہے۔ ان دونوں بچوں سے کھیل کھیل میں بڑی غلطی سرزد ہوگئی ہے۔ روی کنچن مجرم بن گیا اور سونالی مظلوم۔ ان دونوں بچوں کے متعلق ایسا فیصلہ کرنے والے دوسرے افراد ہیں ورنہ حقیقت میں 12 سال کے معصوم بچے واقعات اور اس کے نتیجے سے لاتعلق ہیں۔ پھر بھی عدالت میں ان سے ایسے ایسے سوالات کئے جاتے ہیں جن کا جواب یہ بچے جانتے تک نہیں۔ یہاں اقتباس دیکھیں۔

''تمہارے ساتھ بلاتکار ہوا ہے ___؟'

جی ___

بلاتکار کے بارے میں جانتی ہو؟

'___'

کیسے ہوا تھا بلاتکار؟

'___'

'کپڑے اُتارے تھے۔ یا تم نے اپنی مرضی سے اتارے تھے۔'

سونالی ڈری ڈری نکھل کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی ___

تم نے بلیو فلم کے بارے میں بتایا۔ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی

'___'

روی نے بتایا کہ ایسے کیسٹس اس کے پاس ہیں؟

'تمہیں سورگ کی کنجی مل گئی' ___ ہے نا؟'

'___'

پھر روی نے وہ کیسٹ چلا دیا ___ جو کچھ پردے پر چل رہا تھا، وہی کچھ تم رئیل زندگی میں بھی کرتے جا رہے تھے ___

'__'

مزہ آ رہا تھا، نا__؟'

سونالی کے پاس ان تمام سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔دوسری طرف سیاسی پارٹی اپنے مقصد کے لیےاس لڑکی سے ہمدردی کا رویہ رکھتی ہے۔سیاسی لیڈر سونالی کے باپ کواکسا کر یہاں تک پہنچا دیتے ہیں کہ بھری عدالت میں اس کی بیٹی اس طرح سے سوالات پوچھے جاتے ہیں۔حقیقت میں یہ سیاسی پارٹیاں اپنے مفاد کی غرض کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہیں۔انھیں سرخیوں میں آنے کے لیے مدعا چاہئے ہوتا ہے۔ان کے لیے سونالی کے ساتھ پیش ہوا واقعہ صرف مدعا ہے جس کے ذریعہ وہ دوسری پارٹیوں سے زیادہ سرخیاں بٹور سکتی ہیں۔ورنہ حقیقت میں سیاسی پارٹی کے کارکنان اور منتری اپنے مفاد کے لیے جیتے ہیں اور اپنے مفاد کے لیے ہی وہ سونالی کا استعمال کر رہے ہیں۔ذوقی نے ایک منتری کے بیان میں یہ بات صاف کر دی ہے کہ سیاسی پارٹیوں کی ان واقعات میں دلچسپی صرف اور صرف اپنے مفاد کے لیے ہے۔اقتباس دیکھے۔

''منتری جی خوش لگ رہے تھے__ رپورٹ اچھی ہے۔سنگھاسن کا فائنل اچھا رہے گا__ ارے کوئی نہیں ہمارے سامنے__ ہم ہی رہیں گے ہر بار__ پانچ کیا دس سال__ اب ہم ہی ہم ہیں__ بس ساتھ دو__ ہمیں ایشو چاہئے__ ایشو کے لئے گھبراؤ مت__ پرانی قبریں کھود ڈالو__ وہاں بھی ملیں گے ایشو__ اور جب ایشو ملیں گے تو چاروہاتھ سے لپک لو__ کھرانہ جی گورنر بن کر گئے ہیں__ مگر جب دلی میں تھے تو دیکھا کیسے لپکتے تھے۔ایشو کو__ گجرات میں کتنی عورتیں جلی ہونگی__ جلی ہونگی نا__ پچھلے ودھان سبھا میں کیا ہوا__ کھرانہ جی تندور ہتیا کانڈ کا، گڑا مردہ لے آئے__ کانگریس کی قبر کھود دی__ کہاں گجرات کہاں ایک تندور کانڈ__ جۓ چنگی__ کانگریس کیوں چپ ہے__ وہ سہارا لے سکتی تھی، گجرات کا__ بتاؤ بتاؤ__ تم کیا بتاؤ گے__ ہم بتائیں گے__

منتری جی ہنسے۔ چائے آ گئی تھی ــــــ ''

روی کنچن کے گھر کا ماحول ہو یا جج سنیل کمار رائے کی نجی زندگی، سونالی کا کردار ہو یا اس کیس میں سیاسی پارٹیوں کی مداخلت اور ان کے منتریوں کا رویہ ذوقی نے ان تمام کو اپنے ناول کے پلاٹ میں بڑی مہارت اور فن کارانہ انداز کے ساتھ جذب کیا ہے۔ جس سے ناول ''پوکے مان کی دنیا'' کا پلاٹ بالکل مربوط معلوم ہوتا ہے۔ ناول میں پیش کیے گئے مختلف واقعات یکے بعد دیگر ایک دوسرے سے مختلف مقامات پر مل جاتے ہیں اور قاری کو ناول کے پلاٹ کو سمجھنے میں دشواری نہیں ہوتی۔ پلاٹ کے حوالے سے مشرف عالم ذوقی کا یہ ناول ایک کامیاب ناول ہے۔

کردار نگاری

کسی بھی ناول کی کامیابی کا راز اس کے کرداروں کی فطری پن میں پر مضمر ہوتا ہے۔ ناول نگار ناول تخلیق کرتے وقت دو طرح کے کردار کی تخلیق کرتا ہے۔ ایک تو وہ جو پہلے سے ناول نگار کے ذہن میں ہوتے ہیں۔ انھیں کی مناسبت سے کہانی کا تانا بانا بنا جاتا ہے۔ دوسرے قسم کے کردار کا جنم پلاٹ کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہانی کے کسی موڑ پر حسب ضرورت ناول نگار ایک نیا کردار تخلیق کرتا ہے۔ دونوں ہی طرح کے کردار کامیاب ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ان میں کردار نگاری کی صفات موجود ہوں۔ عام طور سے ناول میں ان کرداروں کو پسند نہیں کیا جاتا جو سپاٹ ہوں۔ یعنی جو اپنی صفات اپنے فعل میں یکساں ہوں۔ انھیں مثالی کردار کہتے ہیں۔ ناول کے کردار عام زندگی سے لیے ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کرداروں میں بھی فطری پن اور خیر و شر دونوں طرح کا عنصر ہونا چاہئے۔ مصنف کو چاہئے کہ ایسے کردار تخلیق کرے جو اپنے فعل میں آزاد ہوں۔ جو منشائے مصنف کے مطابق نہ چلیں بلکہ اپنا الگ وجود رکھیں جس سے قاری انھیں بھیڑ میں بھی آسانی سے پہچان لے۔ اس تعلق سے یہاں پر اقتباس دیکھیے۔

> ''جس ناول کے کرادر زندگی کے جیتے جاگتے نمونے ہوتے ہیں وہی کامیاب رہتا ہے۔ چونکہ ہر انسان خود ارادیت کا مالک ہوتا ہے، لہٰذا اس کے نمونوں کے طرز عمل میں بھی آزادی واختیار کی شرط لازمی ہے۔ جس قصے کے کردار محض مصنف کے اشاروں پر ناچتے ہیں وہ خشک اور غیر دلچسپ ہو جاتا ہے۔ ناول نگار

کو لازم ہے کہ وہ کرداروں کو ایک بار تخلیق کر کے مناسب ماحول میں آزاد چھوڑ دے تا کہ وہ اپنی اپنی فطری صلاحیتوں کے مطابق زندہ انسانوں کی طرح چلتے پھرتے اور کام کرتے نظر آئیں۔ناول سانس لیتی ہوئی زندگی کی تصویر ہوتا ہے نہ کہ انسانی لاشوں کے قبرستان کا مرقع۔

ناول ''پوکے مان کی دنیا'' میں ذوقی نے اپنے کرداروں کو بہت قریب سے محسوس کیا ہے۔ان کا ہر کردار اپنی الگ پہچان رکھتا ہے۔ناول کی کہانی ایک 12 سال کے بچے روی کنچن کے گرد گھومتی ہے۔روی کنچن نئے گلوبل سماج کا بچہ ہے، جو پوکے مان سریز کے کارٹون نز کا بے حد سوقین ہے۔اسکول کے اوقات کے علاوہ سارا دن ٹیلی ویژن کے سامنے گزارتا ہے۔پوکے مان سیریل کے تمام کردار اسے درسی کتابوں سے زیادہ اچھی طرح یاد ہیں۔ذوقی نے اس کردار کے ذریعہ بچوں کی نفسیات کو عمدہ طریقے سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔جس میں وہ پوری طرح کامیاب بھی رہے ہیں۔بچوں کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ وہ جو کچھ دیکھتے سنتے ہیں اسے بغیر صحیح غلط جانے دہرانے کی کوشش کرتے ہیں۔روی کنچن بھی ایسا ہی ایک بچہ ہے۔جو اپنی ہم جماعت لڑکی کے ساتھ کر گزرتا ہے۔یہیں سے ناول کی کہانی بنتی ہے۔سونالی کا باپ اس بات کو طول دیتا ہے کہ روی کنچن حراست میں جا پہنچتا ہے۔چونکہ روی کنچن صرف 12 سال کا ہے۔اس لیے اسے خبر نہیں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔تمام لوگ جسے مجرم مانتے ہیں وہ ایک معصوم بچہ ہے جسے صحیح غلط یا جرم کی پہچان تک نہیں۔ناول ''پوکے مان کی دنیا'' یہ کردار بالکل فطری معلوم ہوتا ہے۔بڑے لوگ جو باتیں کر رہے ہیں اسے ان باتوں کی سمجھ نہیں۔ضمانت پر رہا ہونے کے بعد جج سے اس کی گفتگو کا ایک اقتباس دیکھیے۔

''مجھے پتہ ہے۔سب پتہ ہے۔لیکن میں نے ریپ نہیں کیا ہے۔ریپ تو۔یار تم لوگ rape کہتے کسے ہو۔میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔یہ سب تو پاپا، ممی بھی ___ فلم میں دیکھو، ہال مارس دیکھتے ہو___ زید ام جی ام___ فیشن ٹی وی___ وہ بولے جا رہا تھا___ پاپا کے کمرے میں کچھ میگزینس ہیں آپ نے Debonair پڑھا ہے۔Fantacy___ ہم تو پوکے مان سے کھیلتے تھے۔بس ایک دن.....'

ناول ’’پوکے مان کی دنیا‘‘ کا ایک اہم کردار جج سنیل کمار رائے کا ہے۔ یہ شخص اپنی ملازمت کے آخری دور میں ہے۔ ریٹائرمینٹ کو کچھ ہی عرصہ باقی ہے۔ نہ جانے کتنے ملزموں کو سزا سنا چکا ہے۔ نہ جانے کتنے معاملوں پر اپنا فیصلہ بتا چکا ہے لیکن اپنی نجی زندگی میں ایک پریشان شخص ہے۔ گھر میں اس کا کوئی فیصلہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بیوی اور اولاد کے سامنے بے بس ہے۔ نظروں کے سامنے اپنی اولاد کو گمراہ ہوتے دیکھ کر بھی یہ جج کچھ نہیں کر پاتا۔ اس کی اولاد نافرمانی کرتی ہے۔ بیوی بھی بچوں کا ساتھ دیتی ہے۔ اس کے پاس سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں۔ دل ہی دل میں اپنی اس زندگی سے کڑھتا ہے۔ لہذا اپنے ماضی کی یادوں میں سکون حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ناکام رہتا ہے۔ نفسیاتی اعتبار سے ایک کمزور شخص ہے۔ ایک کمزور باپ ایک کمزور شوہر ہے۔ اپنی گھریلو زندگی میں پوری طرح ناکام ہے۔ لیکن ذوقی نے اس کردار کو ایک جاندار کردار کے طور پر پیش کیا ہے۔ اور روی کنچن وسونالی کے کیس اسے سونپا ہے۔ یہیں یہ شخص ایک مضبوط کردار کے طور پر ابھر کر سامنے آتا ہے۔ اس کیس پر فیصلہ سناتا ہے جو شائد اس کی تمام زندگی کا ثمرہ ہے۔ ایسا شخص جو اپنی نجی زندگی میں پوری طرح ناکام ہے وہ عدالت میں کسی بھی طرح کا دباؤ قبول نہیں کرتا گرچہ اس کے اوپر سیاسی پارٹی کی طرف سے مداخلت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے فیصلہ میں روی کنچن کو مجرم گردانے لیکن یہ ایسا نہیں کرتا۔ ناول میں جج سنیل کمار رائے نے اپنا فیصلہ اس طرح سناتا ہے۔ اقتباس دیکھے۔

> ’’روی کنچن بے قصور ہے۔ اور اس پورے معاملہ کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ایک چھوٹے سے پوکے مان کی غلطی کو نظرانداز کرنے میں ہی ہم سب کی بھلائی ہے ___ لیکن اس کے باوجود کائی نہ کوئی مجرم ضرور ہے اور جو مجرم ہے، اسے سخت سزا ملنی ہی چاہئے۔ اس لئے.....
>
> میں پورے ہوش وحواس میں یہ فیصلہ سناتا ہوں کہ تعزیرات ہند، دفعہ 302 کے تحت ___ میں اس ٹیکنالوجی، ملٹی نیشنل کمپنیز، کنزیوم اور گلابلائزیشن کو سزائے موت کا حکم دیتا ہوں ___ ہینگ ٹل دیتھ۔‘‘

ناول ''پو کے مان کی دنیا'' میں ایک ضمنی کردار ویلسی نامی شخص کا ہے۔ یہ شخص اپنے پہناوے سے جوکر لگتا ہے۔ جھرے بال برے ہونے، میلی جینس اور سرخ رنگ کی ٹی شرٹ پہنے ہوئے اپنی دنیا میں مگن اس شخص کی دوستی جج سنیل کمار رائے کی بیٹی سے ہے۔ دوسرا کردار ریا کا ہے جس کا ویلسی سے معاشقہ چل رہا ہے۔ جج کو یہ شخص بے حد خراب لگتا ہے۔ لیکن بیٹی ریا سے کچھ کہنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ باپ کی موجودگی میں ریا ایسے شخص کو اپنے بیڈروم تک لے آتی ہے۔ ذوقی نے ان دونوں کرداروں کے ذریعہ ہمارے معاشرے کی نئی نسل پر روشنی ڈالی ہے۔ جو اپنی تہذیب وثقافت کو بھول چکے ہے۔ آزاد رہنے کی خواہش نے اسے گمراہیوں کے دلدل میں لا ڈھکیلا ہے لیکن نئی نسل اس بات سے بے خبر ہے۔ وہ کسی بھی طرح کی پابندی کو قبول نہیں کرتی۔ ٹھیک ریا کی طرح کہ جب اس کا باپ ویلسی کے گھر رکنے پر اعتراض کرتا ہے تو وہ غصہ ہو جاتی ہے اور اپنی من مانی کر کے ویلسی کو اپنے بیڈروم میں روکتی ہے۔ ایسا کرنا وہ اپنی فطری آزادی کا حق سمجھتی ہے۔ خفگی کا اظہار کرنے پر وہ الٹا اپنے باپ کو کوستی ہے۔ یہاں اقتباس دیکھے۔

> ''میں سمجھتی تھی ___ میرے گھر میں اٹی کیٹس ہے ___ شرافت ہے ___ مہمانوں کا کیسا استقبال کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہوں گے ___ لیکن آپ لوگ شاید یہ سب بھول گئے ___ آئی ڈونٹ کیر ___ آپ کس زمانے میں رہتے ہیں۔ اور ہمیں کیا بنانا چاہتے ہیں ___ ہم بن نہیں سکتے ___ ہمیں بنانے کی کوشش مت کیجئے ___ Remember آپ نے ہمیں پیدا کیا ہے ___ کوئی احسان نہیں کیا ___ آپ نہیں پیدا کرتے ___ نہ کرتے ___ کوئی نہ کوئی womb کہیں نہ کہیں ہمیں بنانے اور دنیا میں پھکنے کے لئے تیار ملتی ___ ہم ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو نہیں لیتے ___ لیکن ڈیڈ ___ گھر کے مہمان کی بے عزتی کر کے آپ نے اچھا نہیں کیا۔ ویلسی ہے۔ ویلسی۔''

یہ ہے جدید معاشرے کی نئی نسل جو مہمانوں کا استقبال او شرافت جیسے لفظوں کو اپنے مفہوم مطابق استعمال کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ ہم ہی صحیح ہیں۔ ویلسی اور ریا کے کردار کے ذریعہ مصنف نے جدید دور میں تیزی سے بدلتے ہوئے معاشرے کو آئینہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔ ان دونوں نوجوان کا بیان

والدین کے لیے بھی سبق آموز ہے۔ جو ناسمجھی میں اپنی اولاد کو ڈھیل دیتے جا رہے ہیں اور اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کی اولاد ان کے قبضے میں ہیں۔ جس طرح سے یہ معاشرہ اور ہماری نوجوان نسل تبدیل ہو رہی ہے بعید نہیں کہ یہ کہانی ہر گھر میں دہرائی جائے۔ سنیل کمار رائے کی طرح ہر ماں باپ اپنی آنکھوں سے اپنے بچوں کو گمراہ ہوتا دیکھیں اور صبر کرنے کے علاوہ ان کے پاس کوئی راستہ نہ ہو۔

ان کرداروں کے علاوہ بھی ناول میں بہت سے ضمنی کرادر آئے ہیں ۔جج کی بیوی اسنیہہ، سونالی کی ماں شوبھا، روی کنچن کے ماں باپ، جج کا دوست نکھیل وغیرہ۔ ذوقی نے اپنے ناول ''پو کے مان کی دنیا'' میں جتنے بھی کردار پیش کیے ہیں تمام کے تمام ہماری زندگی کے جیتے جاگتے کردار ہیں۔ یہ تمام کردار ہمیں اپنے آس پاس کے ماحول میں دیکھنے کو مل سکتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ تمام کردار اپنے فعل اپنے عمل سے خود کے اندر انفرادی پہلو بھی رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کرداروں کو عام زندگی سے نکال کر ناول میں جگہ دی گئی ہے۔ کردار نگاری کے اعتبار سے ذوقی کا یہ ناول بے حد کامیاب ناول ہے۔ اس ناول کے کرداروں میں اچھے ناول کے کرداروں کی تمام صفات موجود ہیں۔ ناول پڑھنے والا قاری خود کو ان کرداروں کے ساتھ ساتھ اٹھتا بیٹھتا اور بولتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

تکنیک

مشرف عالم ذوقی کا ناول ''پو کے مان کی دنیا'' اپنے موضوع اور کہانی کے اعتبار سے ایک انوکھا ناول ہے۔ لیکن کسی بھی ناول کو کامیابی کے لیے موضوع یا کہانی کے ساتھ ساتھ اس کا فن، کہانی بیان کرنے کا طریقہ اور تکنیک کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ ناقدین کے لیے یہ مسئلہ ہمیشہ سے زیر بحث رہا ہے کہ ناول میں موضوع اور کہانی یا فن اور تکنیک میں سے کسے افضلیت حاصل ہے۔ یہاں ہم اس بحث میں نہیں الجھتے ہمارے نزدیک دونوں کی کامیابی سے ہی ناول کامیاب بنتا ہے اور دونوں میں سے کسی کو بھی غیر اہم نہیں کہا جا سکتا۔ اس تعلق سے ڈاکٹر سید علی حیدر اپنی کتاب 'اردو ناول: سمت و رفتار میں لکھتے ہیں کہ:

> ''ناول نگاری میں جن عناصر کے ذریعہ ناول نگار اپنے مقصد کی تکمیل کرتا ہے اس میں۔ قصہ۔ کردار۔ پلاٹ۔ ماحول وغیرہ کی ترتیب۔ سجاوٹ اور ان کی پیش کش

ہوتی ہے جو اس کے ناول کا فن ہوتا، ناول نگار اپنے پلاٹ، کردار، اور ماحول وغیرہ کو خوبصورت اور تاثر آمیز انداز میں پیش کر لیتا ہے، جو اس کی کامیابی کا ضامن ہوتا ہے اس طرح ان تمام مباحث سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ، ناول میں موضوع اور فن دونوں ہی برابر کی اہمیت حاصل ہے اور کسی ایک کی اہمیت کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیا جا سکتا۔

یہاں ناول ''پوکے مان کی دنیا'' کی تکنیک اور اس کے فن سے متعلق گفتگو کریں گے۔ ذوقی نے اپنے ناول ''پوکے مان کی دنیا'' کی کہانی کو بیان کرنے میں مختلف تکنیک کا استعمال کیا ہے اور بیشتر جگہ وہ ان تکنیکوں کے ذریعہ اپنی بات سمجھانے میں کامیاب رہے ہیں۔ دراصل ناول ان تکنیک کا استعمال جہاں ایک طرف اپنی بات کو خوبصورت انداز میں پیش کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ وہیں دوسری طرف اس کے ذریعہ ناول نگار کا موقف یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ جو بات یا مفہوم بیان کرنا چاہ رہا ہے قاری اس مفہوم کو آسانی سے اخذ کر لے۔ انہیں دونوں باتوں کے پیش نظر کوئی بھی ناول نگار مختلف تکنیک کا استعمال کرتا ہے۔ لہذا ذوقی نے بھی ایسا ہی کیا اور وہ اپنے دونوں مقصد میں کامیاب بھی رہے۔

ناول کے حوالے سے سب سے اہم تکنیک اس ناول میں بیانیہ تکنیک کا استعمال ہوتا ہے۔ یعنی ناول نگار کہانی کو کس انداز میں بیان کر رہا ہے۔ بیانیہ میں بھی سب سے پہلے راوی کو دیکھا جاتا ہے۔ یعنی ناول جو کہانی پیش کر رہا ہے وہ کہانی کون سنا رہا ہے۔ یہ راوی کبھی غائب ہوتا ہے کبھی حاضر اور کبھی متکلم۔ جدیدیت سے پہلے ناولوں کا راوی اکثر واحد غائب ہوتا تھا لیکن جدیدیت کے زیر اثر لکھنے والے ادیبوں نے اپنے ناولوں کو واحد متکلم راوی کے ذریعہ بیان کیا ہے۔ یہ طریقہ بھی بہت موثر ثابت ہوا۔ ذوقی کے ناول ''پوکے مان کی دنیا'' میں واحد غائب اور متکلم دونوں ہی طرح کے راوی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ناول کی ابتدا جج سنیل کمار رائے کی زبانی واحد متکلم کے انداز میں ہوتی ہے۔ پورے ناول کا بیشتر حصہ اسی جج کی زبانی سنایا جا رہا ہے۔ لیکن کہیں کہیں جب ناول میں کسی نئے کردار کا دخول ہو رہا ہوتا ہے تو ذوقی راوی واحد غائب کا استعمال کر کے اس کردار کے متعلق واقفیت بہم پہنچاتے ہیں اور جہاں یہ ضرورت پوری ہو جاتی ہے وہاں پھر وہ جج کی زبانی واحد متکلم میں لوٹ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر سونالی کے باپ

جئے چنگی رام کے متعلق یہ بیان دیکھیے۔

’’جئے چنگی رام__

عمر۴۷سال__

رہائش۔اشوک نگر،دلی__

پہلے بہار کے ضلع بھوجپور، آرہ شہر میں رہتا تھا۔بچپن وہیں گزرا__ مگھیا ٹولی کے پاس۔جہاں آنے جانے والے مسافروں کو ایک تنگ گلی ’پاٹتی‘ تھی۔اور دونوں طرف سنڈاسوں کے منھ کھلے ہوتے تھے۔ان سنڈاسوں کو کراس کرتے ہی چمار ٹولی شروع ہوجاتی تھی۔چمار ٹولی سے ذرا آگے ریڈ لائٹ ایریا شروع ہو جاتا تھا۔اسٹیشن سے سیدھے تانگہ یا رکشہ پکڑیے تو ناک کے سیدھ میں ’مہا دیوا‘ جاتا ہے__ بھگوان مہادیو کے نام کا مندر۔اور اسی کے بعد مگھیا ٹولی کی چمار بستی شروع ہوجاتی ہے۔

ذوقی نے اپنے ناول ’’پوکے مان کی دنیا‘‘ کی ابتدا ہی شعور کی رو کی تکنیک کے ذریعہ کی۔اس تکنیک میں راوی یا کردار کے ذہن میں مختلف طرح کے واقعات،جذبات،احساسات اور یادداشتیں غیر مربوط شکل میں ہوتی ہیں۔اور ناول نگار انہیں اسی طرح غیر مربوط شکل میں قاری کے سامنے پیش کرتا ہے۔جس سے قاری پر کردار کی ذہنی کیفیت واضح ہوجاتی ہے۔ناول ’’پوکے مان کی دنیا‘‘ کے ابتدا میں جج سنیل کمار رائے کے حالات بیان ہوئے ہیں۔لہذا ابتدا میں ہی جج کی ذہنی کیفیت کو شعور کی رو کی تکنیک کے ذریعہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔یہاں ناول کا اقتباس دیکھیے۔

’’آنکھیں بند کرتے ہی ایک چمکیلی سی دھند آجاتی ہے۔دھند کے اس پار سے کوئی منظر،مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔مگر آنکھیں تو بند ہیں۔منظروں کے آنے کا راستہ بند__ وہ بار بار دہرائے جانے والے لفظ__ وہی،بار بار بدلنے کے بعد بھی وہی دنیا__ وہی بوسیدہ لفظ__ شکریہ کے لئے،محبت کے لئے،گفتگو کے لئے__

آنکھیں بند کرتے ہی ایک چمکیلی سی دھند آجاتی ہے___
'شہوت کی ڈالیوں میں لفظ ہیں___'
لفظ کی ڈالیوں میں شہوت___ جاپان کی ڈیزائننگ کمپنیوں نے اب پو کے مان
جیسے نئے نئے 'لفظوں' کو ڈیزائن کرنا شروع کر دیا ہے۔''

شعور کی رو تکنیک کے ذریعہ ذوقی نے ناول کی ابتدا میں ہی جج سنیل کمار رائے کی ذہنی کشمکش میں مبتلا شخصیت کا تعارف پیش کیا۔ ناول میں دوسری جگہ ایک کردار کے حوالے سے فلیش بیک کی تکنیک کا بھی استعمال ہوا ہے۔ مصنف نے اس تکنیک کے ذریعہ'' جئے چنگی رام' کی پچھلی زندگی کو مختصر لفظوں میں بیان کیا ہے۔ جہاں اس کی بیوی اور ایک بیٹی ہے۔'' جئے چنگی رام'' شہر آکر دوسری شادی کر لی ہے یہ خبر اس کی پہلی بیوی سمترا تک پہنچتی مگر گاؤں کی رہنے والی اس خاتون نے برہم ہونے کے بجائے اسے اپنے فرائض سے آگاہ کرنے کا ارادہ کیا اور ایک مختصر خط اپنے شوہر کے نام لکھا۔ دو سطر کے اس خط میں نہ کوئی شکوہ ہے نہ کوئی شکایت صرف شوہر کو اس کے فرائض سے آگاہ کیا گیا ہے۔ ذوقی نے اپنے ناول'' پو کے مان کی دنیا'' میں اس بات کو فلیش بیک کی تکنیک کے ذریعہ بیان کیا ہے۔ جس سے ناول کے فن میں تو اضافہ ہوا ہی ساتھ ہی ساتھ واقعے کی تاثر بھی بڑھ گئی۔ ناول کا اقتباس دیکھیے۔

''لوگ جو کہیں وشواس مت کرنا___ مجھے کوئی دکھ نہیں ہے___ پیسہ بھیجتے رہنا___
یہاں تمہاری ایک بیٹی بھی ہے___ اسی کے لئے___ ہاں کبھی کبھی آ بھی جانا___
بٹیا تمہیں رام رام کہتی ہے___ ابھی پرنام بابو بولنا نہیں آتا''

سمترا

چھوٹے سے خط نے اسے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ایک شوبھا تھی، اب جس کے
نئے نئے تقاضے سے وہ دکھی ہونے لگا تھا___ اور ایک طرف سمترا تھی___ اس بیچ
دو ایک بار وقت نکال کر آ رہ بھی گیا___ بٹیا اور سمترا سے ملا___ ایک کسک

جا گی ___ کہیں اس نے غلطی تو نہیں کی ___ لیکن جو ہونا تھا ہو چکا تھا ___''

ذوقی کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ وہ ایک ادیب ہونے کے علاوہ صحافی بھی ہیں۔ان کی زندگی کا بیشتر حصہ صحافت میں گزرا ہے۔اس لیے ان کی ادبی زندگی پر بھی صحافت کا اثر پڑا۔ذوقی نے بیشتر ناولوں میں کہیں نہ کہیں صحافتی رنگ دیکھنے کو ملتا ہے۔ناول ''پو کے مان کی دنیا'' میں صحافت اور میڈیا کا بہت خاص اور اہم رول ہے۔اس لیے ناول میں جگہ جگہ صحافتی انداز میں اپنی بات کہنے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ صحافتی انداز بیان اردو ادیبوں میں سب سے زیادہ ذوقی کے یہاں پایا جاتا ہے۔مصنف کے یہاں یہ بیان کی ایک نئی تکنیک ہے جس میں ذوقی اپنی بات یا اپنے مقصد کو بیان کرنے کے لیے خود کے بجائے کسی رپورٹ یا اخبار کی خبر کا سہارا لے کر اسے ناول میں ہو بہو نقل کر دیتے ہیں۔وہ خبر جہاں اپنے واقع کی یاددلاتی ہے وہیں دوسری طرف اس واقع کے تعلق سے ذوقی کا موقف بھی واضح ہو جاتا ہے

ذوقی کا یہ ناول اپنے فن اور تکنیک کے اعتبار سے بھی ایک کامیاب ناول ہے۔ناول کے تکنیکی میدان میں ذوقی نے اس ناول کے ذریعہ بعض نئے تجربے بھی کیے ہیں اور یہ تجربے ناول کے موضوع سے عین موافق ہیں اس لیے ان کے ذریعہ کسی طرح کی اجنبیت یا غیر فطری پن کا احساس نہیں ہوتا۔اور ناول میں قاری کی توجہ شروع سے آخر تک بنی رہتی ہے۔

مکالمہ نگاری

ناول میں مختلف کردار ہوتے ہیں ان کرداروں کی آپس میں گفتگو کو ہم مکالمہ کہتے ہیں۔مکالمہ ناول کا اہم جز ہوتا ہے۔مکالمے کے ذریعہ ہی ناول نگار کرداروں کا تعارف کراتا ہے اور مکالمے کے ذریعہ ہی ناول پیش کیے گئے مختلف کرداروں کی اپنی الگ الگ شناخت بنتی ہے۔ناول میں مکالمے واقعات کو آگے بڑھانے میں بھی اہم رول ادا کرتے ہیں۔مکالمہ ناول میں ڈرامے کی توسط سے آیا ہے۔صنف ڈرامہ میں مکالمے کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر ناول نگاروں نے بھی مکالمے کو اپنے ناول میں ایک اہم جز بنا کر پیش کیا ہے اور یہ طریقہ ناول نگاری میں بہت موثر اور کارگر ثابت ہوا۔

ناول میں مکالمے کا خاص اثر کردار نگاری پر پڑتا ہے۔مکالمے کے ذریعہ کردار کے احساسات وجذبات اور ارادوں کا اظہار ہوتا ہے۔مکالمے کے ذریعہ ہی مختلف مقامات کرداروں کا ردعمل بھی ظاہر ہوتا ہے۔تنقید نگاروں نے ناول میں مکالمے کی اہمیت کے پیش نظر اسے عمدہ سے عمدہ بنانے کے لیے کئی طرح

کی باتیں کی ہیں۔مختصر یہ کہ مکالمے کے تعلق سے ہمیں دو باتیں یاد رکھنی چاہیے۔ایک تو یہ کہ مکالمے ایسے ہوں جن کے ذریعہ ناول کے پلاٹ یا کردار سازی پر ضرور روشنی پر رہی ہو۔بے جا اور بے ضرورت مکالمے جو نہ تو پلاٹ کو ہی آگے بڑھاتے ہوں اور نہ ہی ان کے ذریعہ کسی کردار کی شخصیت واضح طور پر ابھر رہی ہو تو ایسے مکالمے ناول میں عیب سمجھے جاتے ہیں۔دوسری ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ مکالموں کو ہر کردار کے عین مناسب ہونا چاہیے۔یعنی جو مکالمے جس کردار کی زبانی ادا ہو رہے ہیں اس کردار کی شخصیت کے مطابق ہوں۔ایسے مکالموں میں ایک طرح کا فطری پن ہوتا ہے۔اس لے کہا جاتا ہے کہ ناول نگار کو چاہیے کہ وہ مکالمے میں تصنع اور بناوٹ سے بالکل گریز کرے۔

اس کے علاوہ مکالمے میں زبان و بیان کو بھی بہت اہم سمجھا جاتا ہے۔مکالمے کی زبان کیسی ہو یہ بات ہمیشہ موضوع بحث رہی ہے۔کچھ کے نزدیک ادبی صنف میں مکالموں کی زبان ادبی ہونی چاہیے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ مکالمے کی زبان عین کردار کے مطابق ہونی چاہیے یعنی اگر کردار ٹھیٹ دیہاتی ہے تو مکالمے کی زبان بھی بالکل دیہاتوں کے زبان کی طرح غیر مرتب اور غیر ادبی ہونی چاہیے۔اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد احسن فارقی اور ڈاکٹر نورالحسن ہاشمی کی رائے زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔ان کی کتاب ''ناول کیا ہے'' کا ایک اقتباس ملاحظ ہو۔

> ''مکالمہ کی زبان کی بات یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ آیا کردار کی زبان عام بول چال ہونا چاہیے یا اس کی عام زندگی کی بات چیت سے مختلف ہونا چاہیے ہماری روز کی زبان نہایت الجھی ہوتی ہے اور اس میں الفاظ اور جملوں کی غیر ضروری تکرار ہوتی ہے۔مکالمہ کی زبان ان دونوں عیوب سے پاک ہونا چاہیے لیکن اگر مکالمہ کی زبان ادبی ہوگی تو مکالمہ میں حقیقت کا رنگ پیدا نہ ہوگا اور تصنع ظاہر ہو جائے گا۔

ناول ''پو کے مان کی دنیا'' میں مشرف عالم ذوقی نے مکالمے کا کافی استعمال کیا ہے۔ذوقی کے اس ناول میں چھوٹے چھوٹے جملے ملتے ہیں۔پُر معنی اور موقع و محل کی مناسبت سے لفظ۔بیان میں برجستگی اور روانی بلا کی ہے۔ذوقی کے مکالمے کی ایک اہم خوبی فطری پن انداز ہے۔جس کے لیے یہ مختلف

زبانوں کے الفاظ کا سہارا لیتے ہیں۔ ہندی کے ٹھیٹھ الفاظ، انگریزی، سنسکرت وغیرہ۔ مختلف طبقے سے تعلق رکھنے والے کرداروں کی مختلف انداز کی گفتگو زبان جس سے ذہنیت، فکر اور سوچ کا پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح ذوقی نے مکالموں کی زبان بھی کرداروں کی عام بول چال کی زبان ہی رکھی ہے۔ مکالمے کی زبان ادبی ہو یہ ضروری نہیں۔ اسے عین کردار کے موافق ہی ہونا چاہیے جس میں تکرار اور بے جا الفاظ کے استعمال کی گنجائش ممکن نہیں۔ یہاں ناول کے متن سے ایک اقتباس ضروری ہے ملاحظ ہے۔

''جی___''

''بچے کے کیس کا کیا ہوا___؟''

''investigation چل رہا ہے''

''کب تک چلے گا___؟''

''اصل میں بچہ___''

''بچے کو ماریے گولی''

''جی___''

''سنا نا، بچے کو ماریے گولی آپ سمجھ رہے ہیں، نا۔ آپ جانے ہیں نا___''

''جی___''

''مطلب جانتے ہیں نا۔ بوجھتے ہیں نا''

''جی۔ میں سمجھا نہیں۔''

''منتری جی آپ سے خوش نہیں ہیں''

''کیوں___؟''

''بتانا پڑے گا۔ ایک چھوٹا سا معاملہ آپ لوگ اٹکا کر رکھ دیتے ہیں''

''نہیں ایسا نہیں ہے''

''ہم سب بوجھتے ہیں''

''جی___''

''اب ہماری سنئے۔ شبھ دن دیکھ کر دن کا مہورت نکال لیجئے___ بچوا کو سزا دے

دیکھیے ___ بس جانتے ہیں نا ___ پارٹی ورکر ہے ہمارا ___ الیکشن سر پر ہے ___
منتری جی کا خاص حکم ہے ___''

اس طرح کے مکالمے ذوقی کے ناول کو کمزور کرتے ہیں۔'جانتے ہیں نا' سمجھتے ہیں نا' بوجھتے ہیں نا' جیسے جملوں کی تکرار ذوقی کے مکالمے کمزور دکھائی دیتے ہیں۔حالانکہ ذوقی کے پیش نظر یہی بات ہو سکتی ہے کہ وہ کرداروں کی بات چیت کو عین کردار کی شخصیت کے مطابق پیش کریں لیکن یہاں ایک منتری کے سکریٹری کی زبان کے بیان میں ذوقی نے جو انداز اختیار کیا ہے اس سے ادبیت پر تو اثر پڑا ہی ہے ساتھ ہی ساتھ فطری پن بھی مجروح ہوا ہے۔

ناول پو کے مان کی دنیا میں ایک مختصر رول ریا کے بوائے فرینڈ ویلسی کا ہے۔ویلسی ایک انگریزی طرز کا نوجوان ہے۔ریا سے اس کا معاشقہ ہے۔مگر نئی نسل میں آئی تبدیلی کے باعث یہ معاشقہ زیادہ دن نہیں چلتا۔ویلسی اور ریا میں گفتگو ہوتی ہے۔وہ لفظیات کا استعمال کر کے ریا کو باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ میرا تم سے تعلق ختم کر کے کسی اور کی تلاش میں نکلنا کوئی برا فعل نہیں ہے۔یہاں ذوقی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے ریا اور ویلسی کے مکالمے کے ذریعہ ان دونوں کردار کی پوری نفسیات کو بتلا دیا ہے۔

''سنگیت ایک پھیلا آکاش ہے۔ایک جسم مین سنگیت کو بہت دنوں تک نواس نہیں کرنا چاہئے۔'' ویلسی کے سنگیت کا سرا چانک بدلا تو ریا چونک گئی ___
''مطلب ___؟''
''تم نہیں سمجھو گی۔''
ویلسی ہنسا ___ ''بنجارے تو بنجارے ہوتے ہیں ___ ایک زمین انہیں کہاں بھاتی ہے''
''کہیں تم مجھے چھوڑ کر جانے کے لئے تو نہیں کہہ رہے ہو۔''
''ہاں ___ ممکن ہے ___''

ویلسی کھڑکی کے اس پار دیکھ رہا تھا__ ''کبھی تم نے آکاش دیکھا ہے۔انت گہرائیاں__''

ریا جھٹکے سے اٹھ کر اس کیے پاس آ گئی تھی۔''شبدوں سے مت الجھاؤ ویلسی۔بتاؤ تمہاری منشا کیا ہے''۔

ریا ایک لڑکی ہے لیکن نئے دور کی اسے یہ گوارا نہیں کہ کوئی اس کو بے وقوف بنائے۔جاتے جاتے وہ ویلسی کو بول ہی دیتی ہے کہ تم جاؤ گے۔ایک دوسرا ویلسی آ جائے گا۔مشرف عالم ذوقی کا یہ مکالمہ آج کی نوجوان نسل کی نفسیات کو سمجھنے مین بہت معاون ہے۔اس طرح کے مکالمے ہمیں بتاتے ہیں کہ ذوقی کی نفسیات پر اچھی گرفت ہے۔کردار چاہے جس عمر کے ہوں ذوقی ان کرداروں کی نفسیات واضح کرنے میں پورے کامیاب رہے ہیں۔

خودکلامی یا مونولاگ مکالمے کی ہی ایک شکل ہے۔اس میں کردار تنہائی میں بیٹھ کر اپنے آپ سے گفتگو کرتا ہے۔جدید عہد میں لکھنے والے ادیبوں نے خودکلامی کا بہت استعمال کیا۔خودکلامی کے ذریعہ سے ادیب کردار کے ذہن میں داخل ہو کر اس کے ذہن کی پرتیں کھولتا ہے۔اور یہ عمل کردار کی زبانی ہوتا ہے۔اس طرح سے کردار کی نفسیات اس کے ذہن میں اُٹھ رہے مسائل،الجھنیں،پریشانیاں،ذہنی اضطراب وغیرہ۔ان تمام باتوں کا علم قاری کو ہو جاتا ہے۔جس کے ذریعہ قاری کو ان کرداروں سے ویسی ہی ہمدردی ہوتی ہے جیسا حقیقی زندگی میں دوسرے لوگوں سے ہو سکتی ہے۔مصنف کا یہ کمال ہوتا ہے کہ وہ خودکلامی کے ذریعہ کرداروں کی اچھی بری تمام باتوں سے قاری کو روشناس کرا دیتا ہے،جس سے قاری ان کرداروں کو جیتا جاگتا محسوس کرتا ہے۔ناول کا اقتباس دیکھے۔

''سنیل کمار رائے__ یعنی بہار کے ایک چھوٹے سے شہر گوپال گنج کا نواسی__ اوراب دلی کے ریگل اسٹریٹ میں ملا ہوا ایک خوبصورت کوٹ__ لیکن کوا ٹر مجھے اداس کرتا ہے۔اس کے چپے چپے سے اداسی کی بو آتی ہے۔میں جیسا اندر سے ہوں،وہ سنیل کمار رائے شاید میرے ساتھ گوپال گنج میں چھوٹ چکا ہے۔یہاں

جو سنیل کمار رائے بستا ہے۔ وہ ایک جج ہے۔ جوڈیشل مجسٹریٹ۔ مجھے چپ رہنا ہے۔ اپنے پورے وجود، رہن سہن کے ساتھ ___ اپنے رتبے، اپنے عہدے کی گواہی دینی ہے۔''

سنیل کمار رائے ایک جج ہے لیکن اپنی نجی زندگی میں وہ بے حد مجبور اور لاچار معلوم ہوتا ہے۔ عالیشان بنگلے میں بھی اس کا دم گھٹا جاتا ہے کیونکہ وہ آزاد نہیں ہے ویسا جیسے وہ گاؤں میں تھا۔ ذوقی سنیل کمار رائے کے تعلق سے عمدہ خودکلامی پیش کی ہے۔ ذوقی کی کامیابی یہ ہے کہ وہ مکالمے کے ذریعہ کسی بھی کردار کی نفسیات کو اجاگر کرنے میں مکمل طور پر کامیاب رہے ہیں۔ لیکن دوسری طرف ان کے بعض مکالموں میں ادبیت کا عنصر کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ ذوقی کے بعض مکالموں کی زبان فطری معلوم نہیں ہوتی۔ مکالمے کی زبان کے تعلق سے بھلے یہ مسلہ زیر بحث رہے۔ جس میں ذوقی کو ناکامی ہوتی ہے۔

عنوان اور نقطہ نظر میں رشتہ

ہر ادیب کا کوئی نہ کوئی خاص نقطہ نظر ہوتا ہے۔ فن کار اپنے نقطہ نظر کو ظاہر کرنے کے لیے تخلیقی سفر سے گذرتا ہے۔ فن کار اپنی تخلیق کے ذریعہ سماج کو اپنا پیغام پہنچاتا ہے۔ اس تخلیق میں اس کا نقطہ نظر پوشیدہ ہوتا ہے۔ ادب میں جو تحریکیں آئیں ہیں ان میں کہیں نہ کہیں نقطہ نظر رہا ہے۔ اصلاحی تحریک سے لے کر علی گڑھ تحریک، ترقی پسند تحریک، جدیدیت ہو یا مابعد جدیدیت سب کے یہاں اپنا اپنا نقطہ نظر رہا ہے۔ ان تمام تحریکوں سے جو بھی فن پارہ وجود میں آیا ہے اس میں تخلیق کار کا اپنا نقطہ نظر پیش کرتا ہے۔ بڑا فن کار کہلانے کا مستحق وہی ہے جو اپنے تخلیقی سرمایہ میں عنوان اور نقطہ نظر کے رشتے کو قائم رکھے۔

زیر بحث ناول پو کے مان کی دنیا موضوع کے اعتبار سے ناول کا عنوان اپنا مفہوم واضح کرتا ہے۔ ناول زندگی کا عکاس ہے اور ترجمان بھی۔ ایک بہتر ناول زندگی کے اہم گوشہ، مقصد کی وضاحت بھی کرتا ہے۔ کوئی بھی فن پارہ موجودہ عہد کا عکاس ہوتی ہے۔ ناول اپنے دور کی سچی تصویر پیش کرتا ہے۔ اس لحاظ سے ناول پو کے مان کی دنیا بھی اپنے عہد کی عکاسی و ترجمانی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ذوقی نے اس ناول میں بچوں کی زندگی اور ان کی معصوم صفت ذہنیت کو موضوع بنا کر پیش کیا ہے۔ ''ناول نگار نے اپنے اس ناول کا عنوان بچوں کے کارٹون سیریلز پر تجویز کیا ہے۔ ناول کے نام سے ظاہر ہوتا کہ مصنف نے

موجودہ عہد کے بچوں کو اپنے گہرے مشاہدہ کے تحت نہ صرف موضوع کے طور پر پیش کیا بلکہ بچہ کو ہی ناول کا ہیرو منتخب کیا ہے۔ناول کا عنوان پو کے مان کردار کی اختراع جاپان کی ایک کمپنی نے 1996ء میں کی تھی۔جو انگریزی کے دو الفاظ پاکٹ مانسٹر سے مل کر بنا ہے۔ان پو کے مان کارٹون کو دیکھ کر آج کل کے بچے ان ہی کرداروں کی حرکت وعمل کو خود کے اندر جذب کر لیتے ہیں''۔اس ناول کے عنوان سے مصنف ہمارے عہد کے بچوں کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے اور ساتھ ہی ساتھ والدین کو اشاروکنایہ میں بتانے کی کوشش کی ہے کہ ہم ان معصوم بچوں کو پو کے مان جیسے کرداروں سے بچائیں۔بچوں کے بچپن کو منفی راہ پر لے جانے کی وجہ یہ پو کے مان کارٹون ہے۔یہاں ناول کا اقتباس دیکھیے۔

''اپنے اپنے ٹی وی سیٹ کے آگے خاموشی سے پو کے مان دیکھتے بچوں کو ماں باپ بھی نہیں پڑھ سکے کہ ان کا بچپن کہاں جا رہا ہے''

ناول کے اغاز میں مصنف نے ایک سو اکیانواں پو کے مان لکھا ہے۔دراصل پو کے مان کارٹون 150 کردار پر مبنی ہے لیکن اس ناول کے آغاز میں لکھا ایک سو اکیانواں پو کے مان باقی کرداروں کا ٹریز ہے۔ناول میں یہ پو کے مان ٹریز خود مصنف جج سنیل کمار کی علامت بن کر بچوں کی معصومیت بچانے کی کوشش کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔پو کے مان کردار جاپان کی سینہ بہ سینہ روایت پر مبنی کہانی کے مختلف کردار ہیں۔ہندوستانی بچے اپنی روایتی کہانیوں کو بھول کر مغربی مما لک کی کہانیوں میں اپنی دلچسپی رکھنے لگے ہیں۔آج دنیا ترقیاتی شکل میں ہمارے سامنے ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان ترقی کی وجہ سے ہمارے بچے اس چکا چوند میں گم ہوتے جارہے ہیں۔اس ترقی کی وجہ سے ہمارے روزمرہ کے سہولیات میں جدید ٹیکنالوجی نے ہمارے بچوں کی زندگی کو متاثر کیا ہے۔اگر جدید ٹیکنالوجی وجود میں نہیں آئی ہوتی تو ہمارے بچے پو کے مان جیسے کارٹون نہیں دیکھ پاتے اور نہیں ان کی زندگی پر اس کے منفی اثر مرتب ہوتا۔ناول کا کردار روی کنچن جو پو کے مان کارٹون سیریلز اور کارڈ کو اپنی زندگی حصہ بنائے رکھتا ہے۔ناول میں مصنف جج کے ذریعے پو کے مان کے تعلق سے یوں بتاتا ہے۔

’’پو کے مان دراصل ان بچوں کے کارناموں کی کہانی ہے، جنہوں نے خرگوش، گلہری، یہاں تک کہ قینچی سے تعمیر کئے گئے ان کرداروں کو اپنا دوست بنایا ہوا ہے۔ یہ سارے کردار پو کے مان کہلاتے ہیں۔ــــ اور ان کے انسانی دوستوں کو پا کے مان ٹریز کہا جاتا ہے ــــ بچے اپنے اس یقین پر خوش ہیں کہ پو کے مان کا وجود ہے ــــ وہ ہر جگہ ہے ــــ دوست اور دشمن کی شکل میں ــــ وہ لڑ سکتا ہے۔ فائٹ کر سکتا ہے۔ دھماکہ کر سکتا ہے۔ وہ برفیلے ملکوں میں رہتا ہے ــــ بچے پو کے مان بننا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس ڈیفنس ہے ــــ پیشنس ہے ــــ کنفیڈینس ہے ــــ‘‘

ذوقی نے بچوں کی نفسیات کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے کہ بچے کو جیسا ماحول ملے گا ویسے ہی ان کے عادات اطوار اثرات ظاہر ہوں گئے۔ روی کنچن سے ناول میں گناہ سرزد ہو جاتا ہے اس کے پس پردہ پو کے مان کارٹون اور فحش فلمیں دیکھنا ہے۔ یہ ان کی غلطی نہیں بلکہ نئی ٹیکنالوجی نے معصوم بچوں کے ذہنوں کو مسموم کر دیا ہے۔ جیسا کہ جج سنیل کمار رائے روی کے فیصلے میں جدید ٹیکنالوجی کو ذمہ دار ٹھرایا ہے۔ اسی ٹیکنالوجی کے ذریعہ پو کے مان کی اختراعی شکل نے بچوں کے ذہنوں پر منفی اثرات ڈال کر ان کی زندگی کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

الغرض مشرف عالم ذوقی کی خوبی ہے کہ وہ اپنے تمام ناولوں کے عنوان ایسے رکھتے ہیں کہ اس کا موضوع عنوان سے مماثل رہتا ہے۔ ناول پو کے مان کی دنیا کا مطالعہ کرنے پر اس کے عنوان اور نقطہ نظر میں ایک گہرا اور پُر تاثیر رشتہ نظر آتا ہے۔ ذوقی نے ناول پو کے مان کی دنیا کو مختلف باب میں تقسیم کیا ہے۔ اس باب کے عنوان سے بھی نقطہ نظر میں رشتہ قائم ہے۔ ایک سو اکیانواں پو کے مان، پو کے مان ٹریز، کھو گیا ایش، جنگلی پف اور Meowth (راکٹ ٹیم کا پو کے مان) ہیں۔

☆☆☆